۸۶۔ الطارق

نام آیت ۱ میں الطارق (رات میں نمودار ہونے والے ستاروں) کا ذکر ہوا ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام 'الطارق' رکھا گیا ہے۔

زمانۂ نزول یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت کی نازل شدہ ہے جب اہل مکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی تھی۔مگر وہ اس کو مذاق قرار دے کر اس کے خلاف چالیں چلنے لگے تھے۔

مرکزی مضمون محاسبہ کے لئے انسان کا دوبارہ پیدا کیا جانا ہے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۴ میں آسمان اور ستاروں کی شہادت، اس بات پر کہ ہر شخص کی نگرانی ہو رہی ہے۔اور ایک روز آنا ہے جب کہ اسے حساب کے لئے طلب کیا جائے گا۔

آیت ۵ تا ۸ میں انسان کی خلقت سے اس کے دوبارہ پیدا کئے جانے پر استدلال ہے۔

آیت ۹ اور ۱۰ میں اس حقیقت کا اظہار کہ اس دن سارے راز، پرکھے جائیں گے اور انسان بالکل بے بس ہوگا۔اسے کہیں سے کوئی مدد مل نہ سکے گی۔

آیت ۱۱ تا ۱۴ میں آسمان و زمین کی شہادت اس بات پر پیش کی گئی ہے کہ قرآن یوم جزا کی جو خبر دے رہا ہے، وہ ایک فیصل شدہ اور قطعی بات ہے۔

آیت ۱۵ تا ۱۷ خاتمۂ کلام ہے، جس میں کفار کو متنبہ کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کی چالیں الٹی پڑیں گی۔ البتہ انہیں تھوڑی مہلت دے دو، ان کا انجام بس سامنے آنے ہی کو ہے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦

يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝١٣

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝١٤

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝١٥

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝١٦

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝١٧

۸۶۔ سُوْرَةُ الطَّارِقِ

آیات: ۱۷

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

۱ قسم ہے آسمان، کی اور رات میں نمودار ہونے والے
کی،

۲ اور تمہیں کیا معلوم کہ رات میں نمودار ہونے والا کیا ہے؟

۳ دمکتا ستارہ،

۴ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان نہ ہو۔

۵ انسان ذرا غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

۶ پیدا کیا گیا ہے اُچھلتے پانی سے،

۷ جو ریڑھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

۸ یقیناً وہ (اللہ) اس کے لوٹانے پر قادر ہے۔

۹ جس دن چھپی باتیں پرکھی جائیں گی،

۱۰ اس وقت اس کے پاس نہ کوئی قوت ہوگی، اور نہ کوئی اس کا
مددگار ہوگا۔

۱۱ قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے،

۱۲ اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے،

۱۳ کہ یہ ایک طے شدہ بات ہے،

۱۴ ہنسی مذاق نہیں۔

۱۵ یہ لوگ ایک تدبیر کر رہے ہیں،

۱۶ اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔

۱۷ تو ان کافروں کو مہلت دو۔ بس تھوڑی مہلت۔

۸۷۔ الاعلیٰ

نام پہلی آیت میں خدا کی صفت الاعلیٰ بیان ہوئی ہے۔اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام ''الاعلیٰ'' رکھا گیا ہے۔

زمانۂ نزول یہ سورہ مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کی نازل شدہ ہے، جب کہ نزول وحی کا آغاز ہوئے زیادہ دن نہیں گزرے تھے۔اور آپ ﷺ قرآن کو اخذ کرنے میں یہ اندیشہ محسوس کررہے تھے کہ کہیں کوئی آیت بھول نہ جائیں۔اسی طرح دعوت وتذکیر کا کام بھی بالکل ابتدائی مرحلہ میں تھا۔

مرکزی مضمون فلاحِ آخرت ہے۔ اور اس کا دارو مدار ہدایتِ خداوندی کو قبول کرنے پر ہے، جو قرآن کی شکل میں پیغمبر پر نازل ہو رہی ہے۔

اس سورہ میں خطاب براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔اور بالواسطہ قرآن کے ہر پڑھنے والے سے۔البتہ آگے چل کر خطاب کا رخ دنیا پرستوں کی طرف ہو گیا ہے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۵ میں خدا کی پاکیزگی بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے اس کی صفات بیان کی گئی ہیں، تاکہ انسان صحیح معنیٰ میں خدا شناس بن جائے۔

آیت ۶ تا ۸ میں وحی الٰہی کو پیغمبر کے حافظہ میں محفوظ کئے جانے کا یقین دلایا گیا ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور ہر طالبِ حق کے لئے اطمینان کا سامان ہے۔

آیت ۹ تا ۱۵ میں تذکیر کی ہدایت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس سے، کس قسم کے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کس قسم کے لوگ دور رہیں گے۔اور پھر ان میں سے ہر ایک کے رویہ کا نتیجہ آخرت میں کیا نکلے گا؟

آیت ۱۶ تا ۱۹ خاتمۂ کلام ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا وہ بنیادی غلطی ہے، جس کی بنا پر انسان وحی کی رہنمائی سے محروم رہتا ہے۔اور بُرے انجام سے دوچار ہوتا ہے۔قرآن ہی میں نہیں اگلے صحیفوں میں بھی یہی بات بتلائی گئی تھی۔

فضیلت یہ سورہ مختصر ہونے کے باوجود توحید، رسالت اور آخرت تینوں مضامین پر مشتمل ہے۔اور تذکیر کا پہلو بھی مؤثر انداز میں آگیا ہے۔ اس لئے جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں قرأت کے لئے زیادہ موزوں قرار پائی ہے۔چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ (یعنی سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ) پڑھا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الجمعہ)

سُوْرَةُ الْأَعْلٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣

وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝٥

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١

الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٨

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝١٩

۸۷۔ سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

آیات:۱۹

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ اپنے رب اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو،

۲ جس نے پیدا کیا اور متناسب بنایا،

۳ جس نے منصوبہ بنایا، اور رہنمائی کی،

۴ جس نے چارہ اُگایا،

۵ پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنایا۔

۶ (اے نبی!) ہم تمہیں پڑھائیں گے پھر تم نہیں بھولو گے،

۷ مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی بات کو بھی۔

۸ اور ہم تمہارے لئے آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے۔

۹ لہٰذا تم نصیحت کرو، اگر نصیحت کرنا مفید ہو۔

۱۰ نصیحت قبول کرے گا وہ، جو ڈرتا ہوگا،

۱۱ اور اس سے گریز کرے گا وہ، جو بڑا بد بخت ہوگا،

۱۲ وہ بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

۱۳ پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جئے گا۔

۱۴ کامیاب ہوا وہ، جس نے پاکیزگی اختیار کی،

۱۵ اور اپنے رب کا نام لیا۔ اور نماز پڑھی۔

۱۶ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو،

۱۷ حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائدار ہے۔

۱۸ یہ (تعلیم) اگلے صحیفوں میں بھی دی گئی تھی،

۱۹ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (بھی)۔

۸۸۔ الغاشیة

نام اس سورہ کی پہلی آیت میں قیامت کی ''عام اور ہمہ گیر مصیبت'' کے لئے غاشیہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔جس کی مناسبت سے اس سورہ کا نام ''الغاشیہ'' ہے۔

زمانۂ نزول یہ سورہ مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی ہوگی، جب دعوت وتبلیغ کا کام ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھا۔

مرکزی مضمون جزاوسزا ہی ہے۔لیکن چھوٹے چھوٹے فقروں میں جنت ودوزخ کی تصویر کشی، ایسے مؤثر پیرایہ میں کی گئی ہے کہ پڑھنے والا، بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو، اسی دنیا میں ان کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔

یہ سورہ سابق سورہ کا تکملہ ہے۔اس میں جنت و دوزخ کا ذکر اجمالاً تھا۔لیکن اس سورہ میں دونوں کا نقشہ پیش کر دیا گیا ہے۔اس لئے نماز میں سورۃ الاعلیٰ کے ساتھ سورۃ الغاشیہ بھی پڑھی جاتی ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ پڑھتے، تو دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ۔(مسلم کتاب الجمعہ)

نظم کلام آیت ۱ میں قیامت کی ہمہ گیر آفت کی خبر دی گئی ہے، تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے انسان چونک جائیں۔

آیت ۲ تا ۷ میں ان لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے جو قیامت کے منکر ہیں۔اور خدا کے حضور جوابدہی کا کوئی تصور نہیں رکھتے۔

آیت ۸ تا ۱۶ میں ان لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے، جو قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔اور خدا کے حضور جوابدہی کے تصور کے تحت زندگی گذارتے ہیں۔

آیت ۱۷ تا ۲۰ میں آفاق کی بعض نشانیوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، جو خدا کی قدرت وحکمت پر دلالت کرتی ہیں۔اور ان پر غور کرنے سے قرآن کے اس بیان کی تائید ہوتی ہے کہ خدا قیامت کے برپا کرنے اور جنت ودوزخ والی دنیا پیدا کرنے پر قادر ہے۔اور ضروری ہے کہ جزاوسزا کا معاملہ پیش آئے۔

آیت ۲۱ تا ۲۶ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ آپ کا کام صرف یاددہانی اور نصیحت کرنا ہے۔حق کو زبردستی منوانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی ہے۔لہٰذا جو لوگ آپ کی نصیحت سننے کے لئے تیار نہیں ہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ کرو۔آخر کار ان کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔اس وقت وہ ان سے حساب لے لے گا۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝١
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣
تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤
تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝٦
لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝٨
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝١٠
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝١١
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢
فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝١٣
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝١٤
وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝١٥
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝١٦

۸۸۔ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

آیات: ۲۶

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ کیا تمہیں چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟
۲ کتنے چہرے، اس روز رُسوا ہوں گے،
۳ مشقت کرنے والے تھکے ماندے ہوں گے،
۴ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے،
۵ کھولتے چشمہ کا پانی انہیں پلایا جائے گا۔
۶ ان کے لئے جھاڑ کانٹے کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا،
۷ جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک ہی کو دفع کرے گا۔
۸ کتنے چہرے اس روز بارونق ہوں گے،
۹ اپنی کوششوں پر شاداں،
۱۰ بلند پایہ جنت میں،
۱۱ جہاں کوئی لغویات نہ سنیں گے۔
۱۲ اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے۔
۱۳ اس کے اندر اونچے تخت ہوں گے،
۱۴ اور پیالے ہوں گے قرینہ سے رکھے ہوئے،
۱۵ اور گاؤ تکیے قطار کی شکل میں لگے ہوئے،
۱۶ اور قالین بچھے ہوئے۔

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾	١٧ کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں؟
وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾	١٨ اور آسمان کو کہ کیسا بلند کیا گیا ہے؟
وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾	١٩ اور پہاڑوں کو کہ کس طرح کھڑے کر دئے گئے ہیں؟
وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾	٢٠ اور زمین کو کہ کس طرح بچھائی گئی ہے؟
فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾	٢١ تو (اے پیغمبر!) تم نصیحت کرو، کہ تمہارا کام بس نصیحت کرنا ہے۔
لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾	٢٢ ان پر جبر کرنا نہیں ہے،
إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾	٢٣ مگر جو منہ موڑے گا، اور کفر کرے گا،
فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾	٢٤ تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا۔
إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾	٢٥ بے شک ہماری ہی طرف ہے ان کی واپسی،
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾	٢٦ پھر ہمارے ہی ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

۸۹۔ الفجر

نام سورہ کا آغاز وَالفَجرِ (قسم ہے فجر کی) سے ہوا ہے۔اسی مناسبت سے اس کا نام ''الفجر'' ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کی تنزیل ہے، جب اہل مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تذکیر کا اثر قبول کرنے کے، بجائے سرکشی اور ظلم وفساد کا رویہ اختیار کیا تھا۔

مرکزی مضمون جزاو سزا ہے۔خاص طور سے سزا کے پہلو کو نمایاں طور سے پیش کیا گیا ہے، تاکہ جو لوگ دنیا پرستی میں مگن ہیں وہ ہوش میں آئیں۔

نظم کلام آیت ۱ تا ۵ میں رات اور دن کے طبعی احوال کو روزِ جزا کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔

آیت ۶ تا ۱۴ میں تاریخ کی بعض عظیم قوموں کے عبرت ناک انجام کو اس بات کی تائید میں پیش کیا گیا ہے کہ اس کائنات کا، فرمانروا، افراد اور قوموں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔اور وہ ایک دن ضرور ان سے محاسبہ کرے گا۔

آیت ۱۵ تا ۲۰ میں انسان کے غلط طرزِ عمل خاص طور سے، کمزوروں کے حقوق غصب کرنے پر سخت گرفت کی گئی ہے۔اور واضح کیا گیا ہے کہ یہ طرزِ عمل نتیجہ ہے انکارِ آخرت کا۔

آیت ۲۱ تا ۳۰ میں عدالت خداوندی کی تصویر پیش کرتے ہوئے منکرین و مؤمنین کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۝١

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝١٠

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝١٢

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝١٣

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ
فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَكْرَمَنِ ۝١٥

۸۹۔ سُوْرَۃُ الْفَجْرِ

آیات: ۳۰

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ قسم ہے فجر کی،

۲ اور دس راتوں کی،

۳ اور جفت اور طاق کی،

۴ اور رات کی جب وہ رخصت ہو رہی ہو۔

۵ کیا اس میں ایک عقلمند کے لئے کوئی قسم نہیں ہے؟

۶ تم نے نہیں دیکھا، تمہارے رب نے کیا معاملہ کیا عاد کے ساتھ!

۷ بلند عمارتوں والے ارم کے ساتھ!

۸ جن کے مانند کوئی (قوم) کسی ملک میں پیدا نہیں کی گئی تھی۔

۹ اور ثمود کے ساتھ، جو وادی میں، چٹانیں تراشا کرتے تھے۔

۱۰ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ!

۱۱ ان لوگوں نے ملکوں میں سر اٹھا رکھا تھا۔

۱۲ اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا۔

۱۳ تو تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

۱۴ واقعی تمہارا رب گھات میں رہتا ہے۔

۱۵ مگر انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا رب اس کی آزمائش اس طرح کرتا ہے کہ اس کو عزت و نعمت بخشتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔

وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُولُ رَبِّيٓ
أَهَانَنِ ﴿١٦﴾

۱۶ اور جب اس کی آزمائش اس طور سے کرتا ہے کہ اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے، تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا۔

كَلَّا ۖ بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾

۱۷ نہیں۔ بلکہ تم لوگ یتیموں کی قدر نہیں کرتے،

وَلَا تَحٰٓضُّونَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾

۱۸ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو،

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾

۱۹ اور میراث کا مال سمیٹ کر ہڑپ کر جاتے ہو،

وَّتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾

۲۰ اور مال کی محبت میں مست رہتے ہو۔

كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾

۲۱ نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کر دی جائے گی،

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾

۲۲ اور تمہارا رب آئے گا صف در صف فرشتوں کے جلو میں۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ
يَّتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾

۲۳ اور جہنم اس روز حاضر کر دی جائے گی، اس روز انسان ہوش میں آئے گا، مگر اس وقت اس کے ہوش میں آنے کا کیا فائدہ؟

يَقُولُ يٰلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾

۲۴ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے پہلے سے کچھ کر رکھا ہوتا!

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾

۲۵ اس دن اس کے عذاب جیسا کوئی عذاب دینے والا نہ ہوگا،

وَّلَا يُوثِقُ وَثَاقَهٗٓ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾

۲۶ اور نہ اس کے باندھنے جیسا کوئی باندھنے والا ہوگا۔

يٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾

۲۷ اے نفس مطمئنہ!

ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾

۲۸ چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي ﴿٢٩﴾

۲۹ شامل ہو جا میرے بندوں میں،

وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

۳۰ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

۹۰۔ البلد

نام پہلی آیت میں البلد (شہر) کا لفظ آیا ہے جس سے مراد شہر مکہ ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام ''البلد'' قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکہ کے ابتدائی دور کی تنزیل ہے۔

مرکزی مضمون یہ سورہ سابق سورہ کا تکملہ ہے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ انسان ایک اخلاقی وجود رکھنے والی مخلوق ہے، جسے دارالامتحان میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔لہٰذا اس کا یہ سمجھنا کہ میں من مانی کرنے کے لئے آزاد ہوں، اور مجھے خدا کے حضور جوابدہی کے لئے حاضر ہونا نہیں ہے، وہ بنیادی غلطی ہے جو انسان کے پورے رویہ کو غلط بنا کر رکھ دیتی ہے۔اس کے بعد نہ اس میں فرض شناسی پیدا ہوتی ہے اور نہ حقوق کی ادائیگی کا احساس اُبھرتا ہے۔نتیجہ یہ کہ انسان جہنم کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۴ میں جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں، ان سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ دنیا عشرت کدہ نہیں ہے۔اور نہ انسان کو یہاں عیش وعشرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔بلکہ اس کی تخلیق ایک خاص مقصد کے تحت ہوئی ہے۔اس لئے اسے پیدا ہی مشقت کی حالت میں کیا گیا ہے۔

آیت ۵ تا ۷ میں انسان کے غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل پر گرفت کرتے ہوئے، اس کے ضمیر کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ کیا وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اس کے اوپر کوئی بالاتر طاقت نہیں ہے، جو اس کے طرزِ عمل کی نگرانی کرنے والی ہو؟

آیت ۸ تا ۱۷ میں واضح کیا گیا ہے کہ انسان کے لئے، اخلاق وعمل کی بلندی کی راہ بھی کھول دی گئی ہے اور پستی کی راہ بھی۔بلندی کی راہ کٹھن ضرور ہے، مگر اس چڑھائی پر چڑھ کر آدمی اخلاقی ارتقاء کی منزلیں طے کر لیتا ہے اور بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

آیت ۱۸ تا ۲۰ میں بتایا گیا ہے کہ ایمان کے ساتھ، اخلاقی بلندی کی راہ اختیار کرنے کا انجام یہ ہے کہ آدمی خوش بختی اور سعادت کی منزل کو پہنچ جاتا ہے۔بخلاف اس کے کفر کی راہ اختیار کرنے والے جہنم کے گڑھے میں جا گرتے ہیں، جس سے نکلنے کی پھر کوئی صورت نہ ہوگی۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝٣

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝٥

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝٧

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝٨

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝٩

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝١٠

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢

فَكُّ رَقَبَةٍ ۝١٣

اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝١٤

يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝١٥

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝١٦

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ ۝١٧

اُولٰۤىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝١٨

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝١٩

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝٢٠

۹۰۔ سُوْرَةُ الْبَلَدِ

آیات ۲۰

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ نہیں! میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی،

۲ ---اور تم اس کے رہنے والے ہو---

۳ اور جننے والے کی، اور اس کی جسے اس نے جنا،

۴ فی الواقع ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔

۵ کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا؟

۶ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔

۷ کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں !

۸ کیا ہم نے اس کو نہیں دیں دو آنکھیں؟

۹ اور زبان اور دو ہونٹ ؟

۱۰ اور اسے دونوں راستے نہیں دکھائے؟

۱۱ مگر اس نے گھاٹی عبور نہیں کی۔

۱۲ اور تم نے کیا سمجھا کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟

۱۳ گردن چھڑانا،

۱۴ یا فاقہ کے دن کھانا کھلانا،

۱۵ قرابت دار یتیم کو،

۱۶ یا خاک نشین مسکین کو۔

۱۷ پھر وہ شامل ہوتا ان لوگوں میں جو ایمان لائے - اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور ہمدردی کی تلقین کی۔

۱۸ یہی لوگ ہیں سعادت مند۔

۱۹ اور جنہوں نے ہماری آیت کا انکار کیا وہ بد بخت لوگ ہیں۔

۲۰ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی جس کو بند کر دیا جائے گا۔

۹۱۔ الشمس

نام پہلی آیت میں اَلشَّمس (سورج) کی قسم کھائی گئی ہے ۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام 'الشمس ' ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے۔اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی، جب کہ نبی ﷺ کی تکذیب اور آپ ﷺ کی مخالفت کا آغاز ہو چکا تھا۔

مرکزی مضمون انسان کو سرکشی کے انجامِ بد سے آگاہ کرنا ہے۔اور اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ نفس کی پاکیزگی اور اس کی صحیح نشو ونما کامیابی کی ضمانت ہے۔ بخلاف اس کے نفس کو برائیوں سے آلودہ کرنا ناکامی ونامرادی کا موجب ہے۔کیونکہ برائیاں سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں اور سرکشی کا انجام ہلاکت ہے۔

نظم کلام آیت ۱ تا ۱۰ میں آفتاب وماہتاب، شب وروز اور زمین وآسمان کی ان عظیم نشانیوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، جو اس کائنات کے خالق کے کمالِ قدرت وحکمت پر دلالت کرتی ہیں۔مزید برآں نفسِ انسانی کی شہادت کو جزا وسزا کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔

آیت ۱۱ تا ۱۵ میں تاریخی شہادت پیش کی گئی ہے۔اس سلسلہ میں قومِ ثمود کا واقعہ مختصراً بیان کیا گیا ہے، تاکہ ان کی سرکشی کا جو انجام ہوا، اس سے لوگ عبرت حاصل کریں اور قرآن اور پیغمبر اسلام کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرنے سے باز رہیں۔

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝١

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝٢

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝٣

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝٤

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝٥

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝٦

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝٧

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝١١

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝١٢

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝١٣

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝١٤

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝١٥

۹۱۔ سُوْرَةُ الشَّمْسِ

آیات:۱۵

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ قسم ہے، سورج اور اس کی روشنی کی۔

۲ اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔

۳ اور دن کی جب اسے بے نقاب کرے۔

۴ اور رات کی جب اس کو ڈھانک لے۔

۵ اور آسمان کی اور اس ہستی کی، جس نے اسے بنایا۔

۶ اور زمین کی اور اس ہستی کی، جس نے اسے بچھایا۔

۷ اور نفس کی اور اس ہستی کی، جس نے اسے درست بنایا۔

۸ پھر اس کی بدی اور پرہیزگاری اس پر الہام کردی۔

۹ یقیناً کامیاب ہوا وہ، جس نے اس کا تزکیہ کیا۔

۱۰ اور نامراد ہوا وہ، جس نے اس کو آلودہ کیا۔

۱۱ ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا ۔

۱۲ جب ان کا سب سے بڑا بدبخت، اٹھ کھڑا ہوا۔

۱۳ تو اللہ کے رسول نے، ان لوگوں سے کہا کہ خبردار اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری (سے تعرض نہ کرنا)۔

۱۴ مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ بالآخر اللہ نے ان کے گناہ کی پاداش میں ان پر عذاب نازل کیا اور ان کو (زمین کے) برابر کردیا۔

۱۵ اور اس (اللہ) کو اس کے انجام سے کوئی اندیشہ نہیں۔

۹۲۔ الیل

نام پہلی آیت میں لیل (رات) کی قسم کھائی گئی ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام "الَّیل" ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دعوت کے ابتدائی مرحلہ میں نازل ہوئی۔

مرکزی مضمون یہ واضح کرنا ہے کہ انسان کی کوششوں کے دو مختلف رخ ہیں، جس کا تقاضا ہے کہ دونوں کے اثرات ونتائج بھی مختلف ہوں، اور منزلیں بھی الگ الگ ہوں۔اس سورہ کا مضمون، سورۂ الشّمس کے مضمون سے گہری مناسبت رکھتا ہے۔اُس میں نفس کو پاک کرنے اور آلودہ کرنے کا انجام بیان کیا گیا تھا۔اس سورہ میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ نفس کو پاک کرنے والی چیزیں کیا ہیں، اور آلودہ کرنے والی چیزیں کیا۔

نظم کلام آیت ۱ تا ۴ میں چند شہادتوں کو پیش کر کے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ انسان کی سعی وعمل، جب مختلف ہے تو ضروری ہے کہ اس کے نتائج بھی مختلف ہوں۔

آیت ۵ تا ۱۱ میں اچھے اور بُرے کردار کی چند خصوصیات پیش کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اچھی خصوصیات نیکی کی راہ ہموار کرتی ہیں، اور بُری خصوصیات بدی کی راہ کو۔

آیت ۱۲ تا ۱۴ میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کا کام ہدایت کی راہ دکھا دینا ہے۔اور اس نے یہ راہ تمہیں دکھا دی ہے۔دنیا اور آخرت کا مالک وہی ہے۔اس لئے اس نے تمہیں خبردار کر دیا ہے کہ آخرت میں کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔

آیت ۱۵ تا ۲۱ میں بتایا گیا ہے کہ بدکردار لوگ کس طرح بُرے انجام سے دوچار ہوں گے، اور نیک کردار لوگوں کا انجام کتنا خوشگوار ہوگا۔

سُوْرَةُ اللَّيْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝٣

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝٤

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝٥

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝٦

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝١٢

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٦

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝١٧

الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝١٨

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝١٩

اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝٢١

۹۲۔ سُوْرَۃُ الَّیْلِ

آیات:۲۱

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے۔

۱ قسم ہے، رات کی جب وہ چھا جائے،

۲ اور دن کی جب وہ روشن ہو،

۳ اور اس ذات کی، جس نے نر اور مادہ پیدا کیے۔

۴ یقیناً تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔

۵ تو جس نے، (مال) دیا، اور پرہیزگاری اختیار کی،

۶ اور بہترین بات کو سچ مانا،

۷ اس کیلئے ہم آسانی کو پہنچنے والی راہ ہموار کردیں گے۔

۸ اور جس نے بخل کیا، اور بے نیازی برتی،

۹ اور بہترین بات کو جھٹلایا،

۱۰ اس کے لئے ہم سختی کو پہنچنے والی راہ ہموار کردیں گے۔

۱۱ اور جب وہ گڑھے میں گرے گا تو اسکا مال اسکے کچھ کام نہ آئے گا۔

۱۲ بلاشبہ راہ دکھانا ہمارے ذمہ ہے ۔

۱۳ اور آخرت اور دنیا، دونوں ہمارے ہی اختیار میں ہیں۔

۱۴ تو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے خبردار کردیا ہے۔

۱۵ اس میں وہی پڑے گا جو بڑا بد بخت ہوگا۔

۱۶ جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔

۱۷ اور اس سے ایسے شخص کو بچالیا جائے گا جو نہایت پرہیزگار ہے،

۱۸ جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کی خاطر دیتا ہے۔

۱۹ اور اسکے نزدیک کسی کے حق میں کوئی احسان بدلہ کیلئے نہیں ہے،

۲۰ بلکہ وہ صرف اپنے ربّ برتر کی رضا جوئی کیلئے دیتا ہے۔

۲۱ اور وہ ضرور خوش ہوگا۔

۹۳۔ الضحیٰ

نام آغاز ہی میں ضُحیٰ (روزِ روشن) کی قسم کھائی گئی ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام ''اَلضُّحیٰ'' ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ آغاز نبوت کے کچھ ہی عرصہ بعد نازل ہوئی تھی، جب کہ آپ کے سامنے دعوتِ حق کی مشکلات پہاڑ بن کر کھڑی تھیں۔اور منکرین رسالت کے طنز و تشنیع سے آپ کبیدہ خاطر ہو رہے تھے۔

مرکزی مضمون خطاب براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔اور آپ ﷺ کو شاندار مستقبل اور عظیم عنایات سے نوازے جانے کی خوشخبری دیتے ہوئے، آپ ﷺ کی تسلی کا پورا پورا سامان کیا گیا ہے۔ یہ تو ہے اس سورہ کا خاص پہلو۔لیکن اس خاص پہلو کے ساتھ اس کا ایک عام پہلو بھی ہے، جو فحوائے کلام سے واضح ہے۔اور وہ یہ ہے کہ کارزارِ حیات میں انسان کو جن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یا راہِ حق میں جن دشواریوں سے گذرنا پڑتا ہے، ان کو اللہ کی ناراضگی پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ یہ ابتلا و آزمائش کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ انسان کیلئے حقیقی ترقی کے مدارج طے کرنے کا ذریعہ ہیں۔یہی اس سورہ کا مرکزی مضمون ہے۔

نظمِ کلام آیت ۱ اور ۲ میں دن اور رات کی شہادت پیش کر کے، اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے، یہ دنیا بنائی ہی اس طرح ہے کہ یہاں نور بھی ہے اور ظلمت بھی۔اسی طرح تکلیفیں بھی ہیں اور راحت بھی۔اور یہ دونوں حالتیں آزمائش کے لئے ضروری ہیں۔

آیت ۳ میں مذکورہ بالا حقیقت کے پیش نظر یہ واضح کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ حق کی، جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے، اس کا یہ مطلب لینا ہرگز صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف سے نظرِ عنایت پھیر لی ہے، یا وہ آپ ﷺ سے ناراض ہوا ہے۔

آیت ۴ اور ۵ میں آپ ﷺ کو عظیم کامرانیوں کی بشارتیں دی گئی ہیں۔

آیت ۶ تا ۸ میں ان مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے نبی ﷺ بعثت سے پہلے دوچار ہوئے۔نیز خدا کے ان احسانات کا بھی، جن کے نتیجہ میں آپ ﷺ کے لئے راہیں کھلیں۔

آیت ۹ تا ۱۱ میں بتایا گیا ہے کہ ان احسانات کا تقاضا کیا ہے؟ یعنی اس کے نتیجہ میں تمہارا رویّہ کمزوروں اور بے بسوں کے ساتھ ہمدردانہ ہونا چاہئے، اور خدا کی نعمت کا اعتراف واظہار کرنا چاہئے۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ۙ ﴿۱﴾
وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ ﴿۲﴾
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۗ ﴿۳﴾
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۗ ﴿۴﴾
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۗ ﴿۵﴾
اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۠ ﴿۶﴾
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۠ ﴿۷﴾
وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى ۗ ﴿۸﴾
فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۗ ﴿۹﴾
وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۗ ﴿۱۰﴾
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۧ ﴿۱۱﴾

۹۳۔ سُوْرَۃُ الضُّحٰی

آیات:۱۱

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

۱ قسم ہے روزِ روشن کی،

۲ اور رات کی، جب وہ طاری ہو جائے،

۳ (اے پیغمبر!) تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور نہ تم سے ناراض ہوا۔

۴ اور آخرت تمہارے لئے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

۵ اور عنقریب تمہارا رب تمہیں وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

۶ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس نے تم کو یتیم پایا تو ٹھکانا دیا ؟

۷ اور راہ سے بے خبر پایا، تو ہدایت دی؟

۸ اور نادار پایا تو غنی کر دیا ؟

۹ لہٰذا تم یتیم کو مت دباؤ۔

۱۰ اور سائل کو نہ جھڑکو۔

۱۱ اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔

۹۴۔ الم نشرح

نام سورہ کا آغاز 'اَلَمْ نَشْرَحْ' کے الفاظ سے ہوا ہے۔اس مناسبت سے یہ الفاظ اس سورہ کا نام قرار پائے ہیں۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں نازل ہوئی ہوگی، جب آپ کے اندر منصب نبوت کی گرانبار ذمہ داریاں سنبھالنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔جس کے نتیجہ میں مخالفتوں کے طوفان سے گزرنا آپ کے لئے آسان ہو گیا تھا۔نبوت کا چرچا بھی عام ہو گیا تھا اور آپ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی ایک تعداد بھی آپ کے گرد جمع ہو گئی تھی۔

مرکزی مضمون یہ سورہ سابق سورہ (الضحیٰ) کا تکملہ ہے۔سابق سورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہنی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ان احسانات کا حوالہ دیا ہے، جن سے اس نے اپنے نبی کو نوازا۔اس سورہ میں شرح صدر کی عظیم نعمت سے سرفراز کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے، آپ کو اطمینان دلایا ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔اور یہی اس سورہ کا مرکزی نقطہ ہے۔یعنی ہر مشکل کے بعد آسانی کی راہ کھلتی ہے۔گویا مشکلات کے ساتھ آسانیاں لگی ہوئی ہیں۔اس لئے ایک داعی کو راہِ حق کی مشکلات دیکھ کر پست ہمت نہیں ہونا چاہئے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۳ میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔اور وہ بوجھ اُتار دیا جو آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا۔

آیت ۴ میں آپ کو یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ آپ کا آوازہ بلند کر دیا گیا ہے۔

آیت ۵ اور ۶ میں اطمینان دلایا گیا ہے کہ راہ حق کی ہر مشکل آسانی کا پیش خیمہ ہے۔

آیت ۷ اور ۸ میں نہایت اہم ہدایت دی گئی ہے کہ جب اپنے مشاغل سے تم فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی عبادت میں سرگرم ہو جاؤ۔اور اسی سے لَو لگاؤ کہ تمام غایتوں کی غایت یہی ہے۔

سُوْرَةُ الشَّرْحِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾

الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ﴿۵﴾

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ﴿۶﴾

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾

وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۧ﴿۸﴾

۹۴۔ سُورَۃُ اَلَمْ نَشْرَح

آیات : ۸

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

[۱] (اے پیغمبر !) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا ؟

[۲] اور تم پر سے وہ بوجھ اُتار دیا،

[۳] جو تمہاری کمر توڑے دے رہا تھا،

[۴] اور تمہارا ذکر بلند نہیں کیا؟

[۵] تو (دیکھو) مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے،

[۶] بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔

[۷] پس جب تم فارغ ہوتو عبادت میں سرگرم ہوجاؤ،

[۸] اور اپنے رب ہی سے لو لگاؤ۔

۹۵۔ التین

نام پہلی آیت میں تین (انجیر) کی قسم کھائی گئی ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام " التین " ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور اس کے مکی ہونے پر آیت ۳ دلالت کرتی ہے۔ جس میں " اس امن والے شہر " کی قسم کھائی گئی ہے، جس سے مراد ظاہر ہے شہر مکہ ہی ہے۔ مضمون پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دعوت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہوگی۔

مرکزی مضمون جزائے عمل ہے، جس کی معقولیت نہایت دلنشین انداز میں واضح کی گئی ہے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۳ میں ان مقامات کو شہادت میں پیش کیا گیا ہے، جو جلیل القدر پیغمبروں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور جہاں سے ہدایت کی روشنی پھیلی۔

آیت ۴ تا ۶ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے، تا کہ وہ اپنے کو اس مقامِ بلند کا اہل ثابت کرے، جہاں اس کا رب اسے پہنچانا چاہتا ہے۔ مگر اس نے پستی کی راہ اختیار کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے انتہائی پستی کے گڑھے میں پھینک دیا۔ البتہ جن لوگوں نے اپنے کو مقامِ بلند کا اہل ثابت کر دیا، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائمی اجر کا وعدہ ہے۔

آیت ۷ اور ۸ میں اس بات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ جب، انسانوں میں یہ دو الگ الگ اور متضاد طرزِ عمل پائے جاتے ہیں، تو دونوں کا انجام یکساں کیسے ہوگا؟ یا یہ بات کس طرح صحیح ہوسکتی ہے کہ سرے سے کوئی انجام ہوگا ہی نہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات سراسر غیر معقول ہے۔ کیوں کہ عقل اور فطرت دونوں کی گواہی یہ ہے کہ اللہ تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے، پھر جو سب سے بڑا حاکم ہو وہ انصاف کیسے نہیں کرے گا ؟

سُوْرَةُ التِّيْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ﴿۴﴾

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ﴿۶﴾

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ﴿۷﴾

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ﴿۸﴾

۹۵۔ سُوْرَةُ التِّيْنِ

آیات:۸

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

[۱] قسم ہے، انجیر اور زیتون کی،

[۲] اور طورِ سینین کی،

[۳] اور اُس امن والے شہر کی،

[۴] بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

[۵] پھر اُسے پست ترین حالت کی طرف پھیر دیا،

[۶] البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسا اجر ہے، جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

[۷] تو (اے پیغمبر!) اس کے بعد کون ہے جو تمہیں جزا و سزا کے معاملہ میں جھٹلاتا ہے؟

[۸] کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟

۹۶۔ العلق

نام آیت ۲ میں انسان کے عَلَق (خون کی پھُٹکی) سے پیدا کئے جانے کا ذکر ہوا ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام ” اَلْعَلَق “ ہے اوراس کا دوسرا نام اِقْرَأْ (پڑھ) بھی ہے۔اس مناسبت سے کہ سورہ کا آغاز اسی لفظ سے ہوا ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہےاور پہلی وحی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، وہ اس سورہ کی ابتدائی پانچ آیتیں تھیں۔بقیہ آیتیں بعد میں اس وقت نازل ہوئیں جب ابو جہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کی۔اور آپ کی کھلی مخالفت پر اُتر آیا۔

مرکزی مضمون یہ ہے کہ یہ کتاب خالق کائنات کا فرمان ہے، جو انسان کی رہنمائی کے لئے پیغمبر پر نازل ہوا ہے، تا کہ وہ اس کی روشنی میں اپنے رب کی بندگی کرے اور اس کا قرب حاصل کرے۔لیکن انسان کا حال عجیب ہے بجائے اس کے کہ وہ اس سعادت کو حاصل کرتا، اپنے رب سے سرکشی کرنے لگتا ہے۔اور پیغمبر کی مخالفت پر اُتر آتا ہے۔اس طرح اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔

نظم کلام آیت ۱ تا ۵ میں قرآن پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔اور اسی ضمن میں انسان کے خالق کی کرشمہ سازی کا ذکر کرتے ہوئے جو اس کی تخلیق میں نمایاں ہے، علم حقیقی کی دولت سے نوازے جانے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

آیت ۶ تا ۸ میں انسان کو اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ ان نعمتوں کی قدر کرنے کے بجائے الٹا اپنے رب سے سرکشی کرتا ہے۔درآنحالیکہ پہنچنا اسے اپنے رب ہی کے پاس ہے۔

آیت ۹ تا ۱۴ میں ان لوگوں کو سرزنش کی گئی ہے، جو پیغمبر کی مخالفت پر تُل گئے تھے۔اور آپ کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کر رہے تھے۔

آیت ۱۵ تا ۱۸ میں سرکشوں کو انجام بد سے آگاہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۹ میں پیغمبر کو اور اس کے واسطے سے اہل ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان سرکشوں کی بات نہ مانو، اور اللہ کی بندگی میں لگے رہو۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿١﴾

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿٣﴾

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾

كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ﴿٦﴾

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿٧﴾

اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿٨﴾

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿٩﴾

عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿١٠﴾

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿١١﴾

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿١٢﴾

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿١٩﴾ السجدة

۹۶۔ سُوْرَةُ الْعَلَقِ

آیات:۱۹

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

١ پڑھو، اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا۔

٢ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔

٣ پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے،

٤ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا،

٥ انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

٦ مگر انسان کا حال یہ ہے کہ وہ سرکشی کرتا ہے،

٧ اس بنا پر کہ وہ اپنے کو بے نیاز خیال کرتا ہے۔

٨ یہ بات یقینی ہے کہ تمہارے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

٩ تم نے اس شخص کو دیکھا جو روکتا ہے،

١٠ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟

١١ تم نے سوچا اگر وہ ہدایت پر ہو،

١٢ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ہو۔

١٣ تم نے سوچا اگر یہ (روکنے والا شخص) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو!

١٤ کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟

١٥ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا، تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے،

١٦ جھوٹی اور خطا کار پیشانی !

١٧ پس وہ بلا لے اپنی ٹولی کو،

١٨ ہم بھی بلاتے ہیں عذاب کے فرشتوں کو،

١٩ خبردار! اس کی بات نہ مانو، اور سجدہ کرو، اور قرب حاصل کرو۔

۹۷۔ القدر

نام پہلی آیت میں قرآن کے شبِ قدر میں نازل ہونے کا ذکر ہوا ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام ’’ اَلْـقَـدْر ‘‘ ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے جیسا کہ امام سیوطی نے الاتقان میں صراحت کی ہے(الاتقان ج ا ص ۲۲)۔نیز مضمون سے بھی اس کے مکی ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔

مرکزی مضمون قرآن کی اہمیت اور اس کی عظمت کو واضح کرنا ہے۔

نزولِ قرآن کا آغاز سورۂ علق کی ابتدائی آیات سے ہوا تھا۔اس سورہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ گھڑی نہایت مبارک تھی، جب نزولِ قرآن کا آغاز ہوا۔

نظم کلام سب سے پہلے اس عظیم تاریخی واقعہ سے آگاہ کیا گیا ہے کہ نزول قرآن کا آغاز، نہایت مہتمم بالشان طریقہ پر ایک جلیل القدر رات میں کیا گیا۔کیوں کہ قرآن کا نزول کوئی معمولی بات نہیں ہے۔بلکہ یہ وہ عظیم الشان فیصلۂ الٰہی ہے جو قوموں کی تقدیر بدلنے والا، اور دنیائے انسانیت کی کایا پلٹ دینے والا ہے۔

اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ اس رات کی برکتیں کیا ہیں، اور کس طرح یہ رات صبح تک سرتا سر سلامتی کی رات ہوتی ہے۔

اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جو کتاب اس شان کے ساتھ نازل ہوئی ہے، اس سے بے اعتنائی برتنے والے اور اس کو بے وقعت خیال کرنے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اتنے بڑے خیر سے اپنے کو محروم رکھنا چاہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

۹۷۔ سُوْرَۃُ الْقَدْرِ

آیات: ۵

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ ہم نے اسے، شبِ قدر میں نازل کیا ،

۲ اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟

۳ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۴ اس میں فرشتے اور روح (الامین)، اپنے رب کے اذن سے ہر حکم کو لے کر اُترتے ہیں۔

۵ سراپا سلامتی ہے۔ وہ شب طلوعِ فجر تک۔

۹۸۔ البینۃ

نام پہلی آیت میں اَلْبَیِّنَۃ (روشن دلیل) کا ذکر ہوا ہے۔اس مناسبت سے اس سورہ کا نام ''اَلْبَیِّنَۃ'' رکھا گیا ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دعوت کے اس دور میں نازل ہوئی، جب اہل کتاب اور مشرکین پر نبی ﷺ کا رسول ہونا اچھی طرح واضح ہو گیا تھا۔اور اس کے باوجود انہوں نے انکار کی روش اختیار کر لی تھی۔

مرکزی مضمون اس سورہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجنے،اور آپ پر کتاب نازل کرنے کی ضرورت کیا تھی۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۳ میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو کفر کی حالت سے نکالنے کے لئے،ضروری تھا کہ کتاب کے ساتھ ایک رسول بھیجا جائے،تا کہ وہ اللہ کے دین کو صحیح شکل میں پیش کرے۔

آیت ۴ اور ۵ میں واضح کیا گیا ہے کہ اہل کتاب کے پاس،اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن تعلیمات آ چکی تھیں۔لیکن اس کے باوجود وہ تفرقہ میں پڑ گئے،اور دین کی اصل تعلیمات کو بھلا بیٹھے۔

آیت ۶ تا ۸ میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول کا انکار کرنے والے، کیسے دردناک انجام سے دوچار ہوں گے۔بخلاف اس کے رسول پر ایمان لا کر خدا سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرنے والے، کس طرح کامیاب اور بامراد ہوں گے۔

ارشاد رسول حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۂ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سناؤں۔حضرت اُبی بن کعب نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر یہ حکم دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔یہ سن کر حضرت اُبی بن کعب کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔(بخاری کتاب التفسیر)

حضرت اُبی بن کعب اہل کتاب میں سے تھے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے تھے۔اور چونکہ اس سورہ میں ان ایمان لانے والوں کے لئے بشارت ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی قدر فرماتے ہوئے انہیں یہ سورہ سنانے کا حکم اپنے نبی کو دیا۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدر دیکھ کر حضرت اُبی بن کعب پر رقت طاری ہو گئی جو ایمان کا خاصہ ہے۔

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ
حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾

رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن
بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ
وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾

جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾

۹۸۔ سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

آیات:۸

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

[١] اہل کتاب، اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، اور وہ باز آنے والے نہ تھے، جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آجاتی۔

[٢] (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے، پڑھ کر سنائے،

[٣] جن میں درست احکام لکھے ہوئے ہوں۔

[٤] جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی، وہ واضح ہدایت آجانے کے بعد ہی تفرقہ میں پڑ گئے۔

[٥] حالانکہ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کیلئے خالص کر کے، راست روی کے ساتھ، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی صحیح دین ہے۔

[٦] اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، وہ جہنم کی آگ میں پڑیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

[٧] یقیناً جو لوگ ایمان لائے، اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ بہترین مخلوق ہیں۔

[٨] ان کی جزا ان کے رب کے پاس جاودانی باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی، اور وہ اس سے راضی! یہ (جزا) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

۹۹۔ الزلزال

نام پہلی آیت میں قیامت کے دن زمین کے ہلائے جانے کا ذکر ہوا ہے، اور اس سلسلہ میں لفظ زلزال آیا ہے، جس کی مناسبت سے اس سورہ کا نام ''الزلزال'' ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ دعوت کے ابتدائی مرحلہ میں نازل ہوئی ہوگی۔

مرکزی مضمون قیامت کے دن انسان کا اٹھ کھڑا ہونا ہے، تاکہ اس کے اعمال کا پورا کچا چٹھا اس کے سامنے رکھا جائے۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۳ میں زمین کی اس کیفیت کا ذکر ہے، جو قیامت کے دن اس پر طاری ہوگی۔ اور جس کو دیکھ کر انسان ششدر رہ جائے گا۔

آیت ۴ اور ۵ میں بتایا گیا ہے کہ اس روز زمین بول پڑے گی اور اپنی داستان سنائے گی، تاکہ انسان اس کی پیٹھ پر جو کچھ کرتا رہا ہے اس کی تاریخی شہادت سامنے آجائے۔

آیت ۶ تا ۸ میں بتایا گیا ہے کہ اس روز لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں، اعمال کی پیشی کے لئے نکل پڑیں گے۔ اور کوئی چھوٹی سے چھوٹی بھلائی یا برائی ایسی نہیں ہوگی جو اس کے سامنے نہ آجائے ۔

سُوْرَةُ الزَّلْزَلَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ ۝۱

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ ۝۲

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ ۝۳

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ ۝۴

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۭ ۝۵

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۭ ۝۶

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۭ ۝۷

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

۹۹۔ سُوْرَةُ الزِّلْزَال

آیات: ۸

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا دی جائے گی،

۲ اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی،

۳ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے!

۴ اس روز وہ اپنی خبریں سنائے گی۔

۵ کیوں کہ تمہارے رب نے اس کو حکم دیا ہوگا ۔

۶ اس روز لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں نکلیں گے، تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیے جائیں۔

۷ تو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۸ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا۔